3

انبیاء کی بعثت کے ساتھ جو تکالیف ہوتی ہیں مومن کو دلیری سے ان کا مقابلہ کرنا چاہئے

(فرمودہ 16، جنوری 1942ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مجھ سے ایک سوال کیا گیا ہے۔ ابھی جمعہ کی نماز کے وقت بعض دوستوں میں یہ اختلاف ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ ہے کہ اگر نمازیں جمع کی جائیں تو پہلی پچھلی اور درمیان کی سنتیں معاف ہوتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب نماز ظہر و عصر جمع ہوں تو پہلی اور درمیانی سنتیں معاف ہوتی ہیں یا اگر نماز مغرب اور عشاء جمع ہوں تو درمیانی اور آخری سنتیں معاف ہو جائیں گی لیکن اختلاف یہ کیا گیا ہے کہ ایک دوست نے بیان کیا کہ وہ ایک سفر میں میرے ساتھ تھے۔ مَیں نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور جمعہ کی پہلی سنتیں پڑھیں یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ نمازوں کے جمع ہونے کی صورت میں سنتیں معاف ہو جاتی ہیں۔ یہ بات بھی صحیح ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سے قبل سنتیں پڑھا کرتے تھے مَیں نے وہ سفر میں پڑھیں اور پڑھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز سے پہلے جو نوافل پڑھے جاتے ہیں وہ نماز ظہر کی پہلی سنتوں سے مختلف ہیں۔ ان کو دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے اعزاز میں قائم فرمایا ہے۔ سفر میں جمعہ کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور چھوڑنا بھی جائز ہے۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سفر میں پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی دیکھا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمہ کے

موقع پر گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ آج جمعہ نہیں ہو گا کیونکہ ہم سفر پر ہیں۔ ایک صاحب جن کی طبیعت میں بے تکلفی ہے وہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ سنا ہے حضور نے فرمایا ہے آج جمعہ نہیں ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول یوں تو اُن دنوں گورداسپور میں ہی تھے مگر اس روز کسی کام کے لئے قادیان آئے تھے۔ ان صاحب نے خیال کیا کہ شاید جمعہ نہ پڑھے جانے کا ارشاد آپ نے اس لئے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب یہاں نہیں ہیں۔ اس لئے کہا کہ حضور مجھے بھی جمعہ پڑھانا آتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں آتا ہو گا مگر ہم تو سفر پر ہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ حضور مجھے اچھی طرح جمعہ پڑھانا آتا ہے اور مَیں نے بہت دفعہ پڑھایا بھی ہے۔ آپ نے جب دیکھا کہ ان صاحب کو جمعہ پڑھانے کی بہت خواہش ہے تو فرمایا کہ اچھا آج جمعہ ہو جائے۔

تو مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سفر کے موقع پر جمعہ پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی۔ اور جب سفر میں جمعہ پڑھا جائے تو مَیں پہلی سنتیں پڑھا کرتا ہوں اور میری رائے یہی ہے کہ وہ پڑھنی چاہئیں کیونکہ وہ عام سنن سے مختلف ہیں اور وہ جمعہ کے احترام کے طور پر ہیں۔

اس کے بعد مَیں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج بارش ہو رہی ہے۔ زمیندار بارش کے لئے بہت تڑپ رہے ہیں کیونکہ اس کے نہ ہونے سے غلہ میں کمی ہو جاتی۔ پچھلے سال بھی غلہ کم ہوا تھا اور آجکل بہت گراں ہے اور ایسے وقت میں بارش بہت مفید ہے۔ گو ایک ہفتہ قبل بھی کچھ بارش ہو گئی تھی مگر وہ پوری نہ تھی آج بہت اچھی ہو گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے مگر اس کے ساتھ دیکھ لو کچھ تکلیف بھی ہے۔ نمازیں جمع ہوں گی۔ پھر مَیں نے اعلان کرا دیا ہے کہ جو دوست اپنے اپنے محلوں میں جمعہ پڑھنا چاہیں پڑھ لیں۔ ہاں جو شوق سے یہاں آنا چاہیں اور آسکتے ہوں وہ آجائیں۔ بہت سے بوڑھوں، بچوں، کمزوروں اور کام والوں نے اپنے اپنے محلہ میں ہی پڑھا ہے اور جو تندرست تھے، آسکتے تھے یا جن کے پاس کافی کپڑے تھے وہ یہاں آگئے ہیں۔ پھر بارش ہو رہی ہے، پانی ہے اور اگرچہ ہماری شریعت نے ہر موقع کے لئے سہولت پیدا کر دی ہے اور اجازت دی ہے کہ جگہ کی تنگی کی صورت میں

ایک دوسرے کی پیٹھوں پر بھی سجدہ کرسکتے ہیں پھر بھی جو لوگ بعد میں آئیں گے ان کو باہر کھڑا ہو کر نماز پڑھنی پڑے گی اور ان کے ہاتھ پاؤں اور پیشانی گیلی ہو گی۔ پھر جن کو نماز کے لئے چل کر آنا پڑا ہے۔ ان کو کیچڑ میں تکلیف ہوئی، کپڑے خراب ہوئے یا جن کو سَودا سلف کے لئے جانا پڑے گا ان کو کیچڑ میں سے گزرنا پڑے گا پھر جن لوگوں نے وقت پر مکانوں کی چھتوں پر لپائی نہیں کرائی ان کی چھتیں ٹپکتی ہوں گی۔ جس سے ان کو تکلیف ہو گی۔ بعض لوگوں کے پاس جانور باندھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ عام حالت میں تو وہ صحن میں باندھ لیتے ہیں مگر ایسی بارش اور سردی میں انہیں ان کو اپنے کمروں میں باندھنا پڑتا ہے اور وہ وہیں گوبر وغیرہ کرتے ہیں، ان کو بدبو آتی ہے، تکلیف ہوتی ہے مگر وہ مجبور ہیں۔ تو جہاں بارش اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہاں اس میں کچھ تکلیف کے پہلو بھی ہیں۔ پھر اس میں اندھیرا ہوتا ہے۔ بعض اوقات کڑک ہوتی ہے جس سے بچوں اور کمزور لوگوں کے دل ہل جاتے ہیں۔ بعض اوقات کمزور بچے ڈر سے مر بھی جاتے ہیں۔ پھر بارش میں بعض اوقات بجلی بھی چمکتی ہے اور کبھی گرتی بھی ہے جس سے جان ومال کا نقصان ہو جاتا ہے اور یہ سب اس میں تکلیف کے پہلو ہیں۔ مگر اس فضل کے مقابلہ میں لوگ ان تکالیف کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ سب جانتے ہیں کہ بارش ہو گی تو اس کے ساتھ کیچڑ بھی ہو گا۔ کیا کوئی ایسا زمیندار بھی ہے جو سمجھتا ہو کہ بارش ہو گی تو زمین گیلی نہ ہو گی اور کیچڑ نہ ہو گا یا پھر کوئی ایسا زمیندار ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ بارش ہونے سے سردی بڑھ جائے گی۔ پھر کوئی نہیں جو یہ نہ جانتا ہو کہ بارش کے ساتھ کڑک بھی ہوتی ہے۔ بعض اوقات بجلی بھی گرتی ہے جس سے لوگوں کو نقصان بھی پہنچتا ہے۔ سب ان باتوں کو جانتے ہیں مگر پھر بھی یہی دعائیں کرتے ہیں کہ یا اللہ بارش ہو، یا اللہ بارش ہو۔ وہ کیوں یہ دعائیں کرتے ہیں جب بارش سے تکلیف بھی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ بارش کے ساتھ جو فضل ہوتا ہے اس سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کے مقابلہ میں تکلیف بہت کم ہے۔

یہی حال انبیاء کی بعثت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب انبیاء آتے ہیں تو ان کی مثال بھی بارش کی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۔[1] جس طرح بادلوں میں سے بارش ہوتی ہے تو جہاں اس کے بے شمار

فائدے اور برکتیں ہوتی ہیں وہاں اس میں ظلمات، کڑک اور بجلی بھی ہوتی ہے۔ اس سے کچھ تکلیف بھی ہوتی ہے اور بعض اوقات نقصان بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح انبیاء کی بعثت کا حال ہے۔ اس میں برکتیں بھی بہت ہوتی ہیں مگر کچھ تکلیف بھی پہنچتی ہے لیکن جس طرح بارش کی تکلیف کے باوجود اس کی ناقدری نہیں کی جاتی۔ اسی طرح انبیاء کی بعثت کی بھی ناقدری نہیں کرنی چاہئے۔

اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک مامور مبعوث فرمایا اور اس سے تعلق پیدا کرنے والوں کو کچھ تکالیف بھی پہنچتی ہیں، گالیاں سننی پڑتی ہیں، بعض کو گھروں سے نکالا گیا۔ چونکہ انبیاء کی مثال بھی بادل کی سی ہوتی ہے ان کی بعثت کے ساتھ بھی اسی طرح کچھ تکالیف ہوتی ہیں جس طرح بارش کے ساتھ مگر بارش کی تکلیف کے باوجود سب یہی دعا کرتے ہیں کہ بارش ہو اور تھوڑی بہت تکالیف کے باوجود اس کی قدر کرتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کے زمانہ کی بھی قدر کرنی چاہئے اور تکالیف سے نہیں ڈرنا چاہئے کیونکہ یہ جو تکالیف ہیں ان کی قیمت اس وقت معلوم ہوگی جب نتیجہ نکلے گا جب فصل پکے گی تو معلوم ہوگا کہ یہ اندھیرے اور یہ کڑک اور برق کتنی قیمتی تھی۔ اگر یہ نہ ہوتی تو زمیندار جب اپنے کھیت میں فصل پکنے پر جاتا تو سوائے تھوڑے سے سوکھے اور جلے ہوئے دانوں کے اس کے ہاتھ کچھ نہ آسکتا۔ لیکن بارش ہونے کے بعد جب اس کی فصل پکتی ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اندھیرا اور وہ کڑک اور وہ بجلی کتنی مفید تھی۔ اسی کے نتیجہ میں اس کے ایک سال کے لئے غلہ پیدا ہوا، کپڑوں اور دوسرے اخراجات مثلاً شادیوں بیاہوں کے لئے سامان میسر آیا۔ ایک ایک دانہ کے ستّر ستّر اسّی اسّی اور سَو سَو ہوئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انبیاء کے ساتھ بھی کچھ تکالیف ہوتی ہیں مگر جو انسان ان تکالیف کے باوجود اس نعمت کی قدر کرتا ہے اس کی مثال ویسی ہی ہوتی ہے جیسے وہ زمیندار جس کی فصل پر اچھی بارش برس چکی ہو۔

پس بارش سے سبق سیکھنا چاہئے۔ زمیندار طبقہ بوجہ کم تعلیم یافتہ ہونے کے اور بوجہ اس کے کہ اسے قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بار بار پڑھنے اور سننے کا موقع نہیں ملتا۔ ان کے ایمان عام طور پر تازہ نہیں ہوتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے

موٹی موٹی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ قرآن کریم میں ہر قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ جیسے یہ مثال ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ انبیاء کے زمانہ کی مثال ایسے پانی کی طرح ہوتی ہے جو بادلوں سے برستا ہے اس کے ساتھ اندھیرے بھی ہوتے ہیں، کڑک بھی ہوتی ہے، بجلیاں بھی ہوتی ہیں مگر پھر بھی لوگ اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کے فوائد کے مقابلہ میں اس کی تکالیف کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو جاتا کہ اگر ہر زمیندار دس دفعہ پھسلے تو پھر بارش ہو گی تو دیکھو کس طرح زمیندار بیس بیس دفعہ پھسلتے یا اگر خدا تعالیٰ یہ قانون بنا دیتا کہ ہر بارش کے ساتھ بیس دفعہ کڑک پیدا ہو گی تو زمیندار کہتے کہ خدایا تیس دفعہ کڑک پیدا ہو مگر بارش ہو جائے۔ تو ان باتوں کی بارش کے فوائد کے مقابلہ میں انسان کیا پرواہ کرتا ہے۔ آخر ہر انسان نے ایک روز مرنا ہے اور خدا تعالیٰ سے ہر ایک کا واسطہ پڑنا ہے۔ مضبوط سے مضبوط پہلوان بھی مرتے ہیں اور جہاں جا کر انسان نے فصل کاٹنی ہے وہاں اگر غلہ نکلا ہؤا ہو تو یہ تکالیف کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ جب موت سامنے نہ ہو تو انسان پروا نہیں کرتا مگر جب وہ قریب ہو تو چاہتا ہے کہ اگر ایک گھنٹے کی بھی مہلت مل جائے تو مَیں ساری تلافیاں کر دوں۔ مگر اس وقت اس ارادہ کا کیا فائدہ۔ یہ تو اسی وقت فائدہ دے سکتا ہے جب قربانی کرنے کا موقع اور وقت ہو۔ اب دیکھو اگر اس وقت بارش نہ ہوتی اور دو تین ماہ بعد مثلاً اپریل میں ہوتی تو اس وقت زمیندار یہی دعا کرتے کہ خدایا اب بارش نہ ہو کیونکہ اس وقت بارش ہو تو باقی غلہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔

تو انبیاء کی بعثت کے ساتھ جو تکالیف ہوتی ہیں مومن کو دلیری سے ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ جب وہ ایک دفعہ دین کو سچا سمجھ کر قبول کرتا ہے تو پھر خواہ اسے کتنی تکالیف آئیں، خواہ اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، ہاتھ کاٹ دیئے جائیں، پاؤں کاٹ دیئے جائیں اسے ہرگز کمزوری نہ دکھانی چاہئے اور دین کے ساتھ اس طرح چمٹے رہنا چاہئے جس طرح چیونٹا جسے پنجابی میں "کاڈا" کہتے ہیں چمٹ جاتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں۔

مجھے اپنا بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے میاں جان محمد صاحب کشمیری اسی مسجد کے امام تھے۔ ہمارے دادا صاحب نے انہیں مقرر کیا تھا۔ وہ ہمارے گھر کا کام کاج بھی کرتے تھے۔ ایک دن کوئی دوست مچھلی تحفہ کے طور پر لائے۔ ہماری ڈیوڑھی کے آگے ایک تخت پوش بچھا

رہتا تھا۔ وہ اس پر بیٹھ کر مچھلی صاف کرنے لگے اور ہم چار پانچ بچے تماشہ دیکھنے کے لئے پاس بیٹھ گئے۔ میرے ہاتھ میں ایک پیڑا تھا جو مَیں کھا رہا تھا۔ مچھلی کے خیال میں شاید میرا ہاتھ تخت پر لگ گیا اور ایک چیونٹا پیڑے پر چڑھ گیا۔ مَیں جب اسے کھانے لگا تو اس نے ہونٹ پر کاٹ لیا۔ اسے بہتیرا کھینچا اور چھڑانے کی کوشش کی مگر اس نے نہ چھوڑا۔ آخر اسے میاں جان محمد صاحب نے چھری سے کاٹ دیا۔ یہی حال مومن کا ہونا چاہئے۔ یا تو وہ دین کو اختیار ہی نہ کرے اور اگر کرے تو پھر اس کے ساتھ اس طرح چمٹ جائے جس طرح چیونٹا چمٹ جاتا ہے۔ اور پھر چاہے اسے کاٹ ڈالا جائے چھوڑتا نہیں۔ اگر وہ مارا بھی جائے تو کوئی ہرج کی بات نہیں۔ ایمان کی فصل تو مرنے کے بعد ہی کٹتی ہے۔ پس اگر وہ مر بھی جائے گا تو اتنا ہی فرق پڑے گا کہ لوگوں کی فصل اگر مئی میں کٹتی تو اس کی فروری میں کٹ جائے گی اور اس کے دانے پہلے گھر آجائیں گے۔

پس مومن کو چاہئے کہ پہلے تو صداقت کو سوچ سمجھ کر مانے اور جب مان لے تو پھر چھوڑے نہیں اور اس کی راہ میں جو تکالیف آئیں ان کی کوئی پرواہ نہ کرے۔"

(الفضل 24، جنوری 1942ء)

1: البقرۃ: 20